چودھویں صدی کے عظیم المرتبت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ علیہ

بقلم: مولانا محمد ناصر خان چشتی

علم وحکمت کے بے تاج بادشاہ، مجدد دین وملت، عظیم المرتبت محدث، فقیہہ اعظم، پاسبانِ ناموسِ رسالت، امام اہلسنّت، اعلیٰ حضرت امام الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ 10 شوال المکرم 1272ھ /12 جون 1856ء، بہ روز اتوار، ہندوستان کے مشہور شہر بریلی کے محلہ "جسولی" میں پیدا ہوئے۔ آپ کا پیدائشی نام "محمد" اور تاریخی نام "المختار" ہے جبکہ آپ کے جدامجد مولانا رضا علی خان رحمہ اللہ نے آپ کا نام "احمد رضا" رکھا۔ آپ کے والد گرامی امام المتکلمین مولانا نقی علی خان اور آپ کے جدامجد مولانا رضا علی خان صاحب بھی اپنے وقت کے جلیل القدر علماءِ کرام میں شمار کئے جاتے تھے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ مذہب کی طرف راغب تھے، اسی مذہبی اور پر تقدس ماحول میں آپ نے صرف چار، پانچ برس کی عمر میں قرآن مجید ناظرہ ختم کرلیا تھا اور اپنی بے پناہ خداداد صلاحیتوں اور حیرت انگیز قوت حافظہ کی بناء پر صرف تیرہ سال اور دس ماہ کی عمر میں علم تفسیر، حدیث، فقہ واصول فقہ، منطق و فلسفہ اور علم کلام ایسے مروجہ علوم دینیہ کی تکمیل کرلی۔

آپ نے بعض علوم اپنے وقت کے جید علماء کرام سے حاصل کئے اور بعض علوم میں اپنے ذاتی مطالعہ اور غور وفکر سے کمال پیدا کیا، خصوصاً علم ریاضی، علم جفر اور علم نجوم وہیئت وغیرہ میں اپنے ذاتی مطالعہ سے ایسی دسترس حاصل کی کہ ان علوم وفنون کے میدان میں اپنے تمام ہم عصروں کو پیچھے چھوڑ دیا۔

ریاضی اور علم جفر کے بھی بڑے بڑے ماہرین نے آپ کی علمی عظمت کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے اور مشرق و مغرب میں آپ کا علمی اور روحانی فیضان جاری و ساری ہو گیا۔

آپ علم و فضل کے اتنے بلند ترین مقام پر فائز تھے کہ عرب و عجم کے علماء کرام نے شاندار الفاظ میں آپ کو خراجِ تحسین پیش کیا اور عظیم الشان القاب سے نوازا۔ 1295ھ /1878ء میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ اپنے والد کے ہمراہ پہلی بار حج بیت اللہ کیلئے گئے۔ قیام مکۃ المکرمہ کے دوران مشہور شافعی عالم شیخ حسین بن صالح آپ سے بے حد متاثر ہوئے اور آپ کی بڑی تحسین و تکریم فرمائی، کیونکہ اعلیٰ حضرت نے صرف دن میں ان کی کتاب "الجوھرۃ المضیہ" کی شرح نہایت فصیح و بلیغ عربی میں "النیرۃ الوضیہ فی شرح الجوھرۃ المضیہ" کے نام سے لکھ کر دے دی تھی۔ بعد ازاں آپ نے اس کتاب میں کچھ تعلیقات اور حواشی کا اضافہ کرکے اس کا تاریخی نام "الطرۃ الرضیہ فی النیرۃ الوضیہ" تجویز فرمایا۔

اسی طرح 1322ھ /1905ء میں آپ دوبارہ زیارت حرمین شریفین کے لیے گئے تو اس بار وہاں کے علماء کبار کیلئے نوٹ (کرنسی) کے ایک مسئلے کا حل "کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم" کے نام سے تحریر فرمایا۔ اس کے علاوہ ایک اور کتاب "الدولۃ المکیّہ" بھی تحریر فرمائی، جس میں حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے اثبات پر عالمانہ اور محققانہ بحث کرکے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو قرآن حدیث کی روشنی میں ثابت فرمایا ہے۔ چنانچہ ان ہی تصانیف جلیلہ کی بناء پر بعض علماءِ حرمین طیبین نے آپ کو "مجدد اُمت" کا خطاب دیا ہے۔

شرفِ بیعت و خلافت

1295ھ /1877ء میں حضرت شاہ آل رسول مارہروی رحمہ اللہ سے سلسلۂ قادریہ میں بیعت ہوئے اور دیگر سلاسل مثلاً سلسلۂ چشتیہ، سہروردیہ اور نقشبندیہ وغیرہ میں دوسرے مشائخ سے خلافت و اجازت حاصل کی۔

سیرت و کردار

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان محدث بریلوی رحمہ اللہ بچپن ہی سے تقویٰ و طہارت، اتباعِ سنت، پاکیزہ اخلاق اور حسن سیرت کے اوصاف جلیلہ سے مزین ہو چکے تھے۔ آپ کی زندگی کے تمام گوشے اور تمام شعبے اتباع شریعت اور اطاعت و محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے معمور تھے آپ کی حیات مبارکہ ایک ایک لمحہ اور زندگی کا ایک ایک گوشہ کتاب و سنت کی پیروی میں گزرا۔

آپ صرف چودہ برس کی عمر میں ہی عظیم الشان عالم اور عظیم المرتبت فاضل ہو گئے تھے اور پھر تقریباً چون (54) برس تک مسلسل دینی اور علمی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آپ کے سب کام حب الٰہی اور حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتحت تھے۔ آپ کے خادم خاص بیان کرتے ہیں کہ امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ چوبیس گھنٹوں میں صرف ڈیڑھ یا دو گھنٹے آرام (وہ بھی سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کی وجہ سے) فرماتے اور باقی تمام وقت تصنیف و تالیف، درس و تدریس کتب بینی، افتاء اور دیگر خدمات دینیہ میں صرف فرماتے۔

شاعر مشرق علامہ محمد اقبال آپ کے ہم عصر تھے اور آپ کو بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ایک موقع پر آپ کو خراج عقیدت اور خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ: "ہندوستان کے دورِ آخر میں امام احمد رضا جیسا طباع اور ذہین فقیہہ پیدا نہیں ہوا، اُن کے فتاویٰ، اُن کی ذہانت و فطانت، کمال فقاہت اور علوم دینیہ میں تبحر علمی کے شاہد عادل ہیں۔ ان کی طبیعت میں شدت زیادہ تھی، اگر یہ چیز

درمیان میں نہ ہوتی تو مولانا احمد رضا خان اپنے دور کے امام ابو حنیفہ ہوتے "۔(بحوالہ: اسلامی انسا ئیکلوپیڈیا: صفحہ 1138)

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمہ اللہ کی تمام عمر درس و تدریس، وعظ و تقریر، افتاء اور تالیف و تصنیف میں بسر ہوئی، آپ کو آقائے نامدار حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عشق و محبت تھی۔ ذکر و فکر کی ہر مجلس میں تصورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے ذہن شاداب رہتا تھا۔ دین اسلام کے ہر گوشے اور ہر شعبے کو محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سمو دیا۔ عشق و محبت کی پاکیزہ لطافتوں کو جن لوگوں نے بدعت کا نام دیا، آپ نے انہیں سنت و بدعت کا فرق سمجھایا۔ عظمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں تنقیص و کمی کرنے والوں کا عاشقانہ غیرت سے احتساب کیا اور ذکر و فکر اور علم و عمل کے ہر پہلو میں عظمت رسول کو اجاگر کیا۔

تقدیسِ خداوندی اور ناموسِ رسالت اور عظمت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی جو تحریک آپ نے 1878ء سے 1921ء تک جاری رکھی اور محافلِ میلاد کے انعقاد کی جو مشعلیں آپ نے روشن رکھیں، وہ آج چمکتے ہوئے ستاروں میں تبدیل ہو کر چہار دانگ عالم میں روشنیاں بکھیر رہی ہیں، آپ نے مختصر سی عمر میں جو کارہائے نمایاں سر انجام دے ئے ہیں وہ اس بات کے شاہد عادل ہیں کہ آپ کا وجود آیاتِ خداوندی میں سے ایک آیت کا درجہ رکھتا ہے۔

امام احمد رضا! کسی فردِ واحد کا نام نہیں بلکہ تقدیسِ الوھیت اور ناموسِ رسالت اور عظمت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریک کا نام ہے۔ عامتہ المسلمین کے زندہ ضمیر کا نام ہے۔ عشقِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوب کر دھڑکنے والے مبارک قلب کا نام ہے اور جب تک یہ سب چیزیں زندہ رہیں گی، امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ کا نام بھی زندہ و تابندہ رہے گا اور آج اگر عصمتِ انبیاء اور عظمتِ مصطفی

صلی اللہ علیہ وسلم کا چراغ روشن ہے تو امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمہ اللہ کا دامن اس کا فانوس بنا ہوا ہے۔

تصانیف اور علوم وفنون

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ کو پچپن سے زائد علوم وفنون پر مکمل دسترس اور مہارت حاصل تھی۔ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کثیر التصانیف عالم دین ہیں۔ آپ کی تصانیفِ جلیلہ کی تعداد کم وبیش ایک ہزار (1000) تک ہے۔ کثرتِ تصانیف کے لحاظ سے بھی آپ کی شخصیت ایک امتیازی حیثیت کی حامل ہے۔ اس قدر تصانیف وتوالیف کے علاوہ آپ نے مختلف علوم وفنون کی تقریباً اسّی (80) کتابوں پر حواشی بھی تحریر فرمائے ہیں۔

وہ علوم وفنون جن میں آپ کی یادگار علمی و تحقیقی تصانیف ہیں، مثلاً عقائد، کلام، تفسیر، حدیث، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ، تجوید، تصوف، فضائل ومناقب، علم جفر، علم ریاضی وہندسہ، زیجات، توقیت اور علم نجوم وہیئت وغیرہ شامل ہیں اور ان میں نمایاں ترین تخلیق شانِ اُلوہیت اور ناموسِ رسالت، عظمتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم، احترام اولیاء اور روحِ قرآن کے مطابق قرآنِ مجید کا سلیس اور بامحاورہ ترجمہ الموسوم "کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن" ہے، جو اسمِ بامسمّٰی ترجمہ ہے یعنی اس کے پڑھنے سے واقعی ایمان وایقان کا خزانہ حاصل ہوتا ہے بلکہ اور زیادہ ہوتا ہے۔

اور دوسری شہرۂ آفاق تصنیف بارہ ضخیم جلدوں میں شاندار علمی شاہ کار اور تحقیقات ِن ادرہ پ ر م ش ت م ل ف ق ہ ی انسائیکلوپیڈیا "فتاویٰ رضویہ" ہے، جس میں ہزاروں قدیم وجدید شرعی مسائل واحکام اور علمی وفقہی تحقیقی فتاویٰ قلم بند ہیں۔ جس کو جامعہ نظامیہ لاہور کے اساتذہ نے مفتی عبد القیوم ہزاروی رحمہ اللہ کی سرپرستی میں جدید زبان وبیان اور تسہیل کے ساتھ 33 (تینتیس) جلدوں میں شائع کر دیا ہے۔

علمی وفقہی مقام

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز نے فتاویٰ رضویہ کے کتاب الطہارۃ کے باب التیمم میں ایک نادر فتویٰ تحریر فرمایا، جس میں آپ نے ایک سو اکاسی (181)ایسی چیزوں کے نام گنوائے ہیں ،جن سے تیمم کیا جا سکتا ہے اس میں 74 منصوصات (یعنی وہ مسائل واحکام جنھیں فقہاءِ متقدمین نے بیان فرمادیا) اور 107 مزیدات (یعنی وہ مسائل واحکام جنھیں آپ نے اپنے اجتہادواستنباط سے بیان فرمایا (ہیں۔ اور پھر ایک سو تیس (130) ایسی اشیاء کے نام تحریر کئے ہیں، جن سے تیمم کرنا جائز نہیں ہے، ان میں 58 منصوصات اور 72 زیادات ہیں۔

اسی طرح امام احمد رضا خان بریلوی نور اللہ مرقدہ نے وضو کیلئے پانی کی اقسام پر بحث کرتے ہوئے ایسے پانی کی ایک سو ساٹھ (160) قسمیں بیان کی ہیں، جس سے وضو کرنا جائز ہے اور وہ پانی جس سے وضو جائز نہیں، اس کی ایک سو چھیالیس (146) اقسام بیان فرمائی ہیں اور اسی طرح پانی کے استعمال سے عجز کی ایک سو پچھتر (175) صورتیں بیان فرمائی ہیں۔

امام اہلسنّت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ العزیز نے ایک سوال کہ "باپ پر بیٹے کا کس قدر حق ہے" کے تحت احادیث مرفوعہ کی روشنی میں تفصیلی جواب دیتے ہوئے اولاد کے ساٹھ (60) حقوق بیان فرمائے اور فرمایا کہ یہ حقوق پسر اور دختر (بیٹا اور بیٹی) دونوں کے لئے مشترک ہیں اور پھر بیٹے کے خاص پانچ حقوق لکھے اور دختر کے لئے خاص پندرہ حقوق لکھے۔ اس طرح آپ نے اولاد کے کل اسی (80) حقوق تحریر فرمائے ہیں۔

ہم نے صرف یہ تین مثالیں آپ کے سامنے اختصار واجمال کے ساتھ پیش کی ہیں، ورنہ فتاویٰ رضویہ کے جہازی سائز بارہ ضخیم جلدیں اس قسم کی تحقیقاتِ نادرہ وعجیبہ سے لبریز پڑی ہیں اور جن کا مطالعہ

کرنے کے بعد انسان بے ساختہ پکار اٹھتا ہے کہ اعلیٰ حضرت کے قلب و دماغ میں سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی سی مجتہدانہ ذہانت و بصیرت ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کی جملہ خوبیوں میں ایک بہت بڑی خوبی بلکہ امتیازی شان یہ بھی ہے کہ آپ استفتاء (سوال) کا جواب اسی زبان میں دیتے تھے، جس زبان میں سوال کیا جاتا تھا، مثلاً آپ کے پاس دنیا بھر سے سینکڑوں سوالات آتے تھے، اگر سوال عربی زبان میں ہوتا تو آپ جواب بھی عربی زبان میں دیتے تھے، اگر سوال فارسی زبان میں ہوتا تو آپ کا جواب بھی فارسی میں ہوتا تھا، یہاں تک کہ آپ نے انگریزی زبان میں سوال کا جواب بھی انگریزی زبان میں ہی تحریر فرمایا اور اگر سوال منظوم شکل میں ہوتا تھا تو آپ کا جواب بھی منظوم ہوتا اور اس کے علاوہ اگر سوال میں سائنسی انداز اختیار کیا جاتا تو آپ بھی جواب سائنسی انداز میں تحریر فرماتے تھے "۔(بحوالہ: علوم سائنس اور امام احمد رضا)

عقائد اسلام کے جو ارکان مرجھا چکے تھے ، ان کے احیاء کے لئے آپ نے جو کتابیں تصنیف فرمائی ہیں، ان میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

تمہید ایمان، حُسام الحرمین، سبحان السبوح، خالص الاعتقاد، الکوکبۃ الشہابیہ، انباء المصطفیٰ، تجلی الیقین وغیرہ، اور اعمالِ صالحہ کے احیاء کیلئے فتاویٰ رضویہ کی بارہ ضخیم جلدیں آپ کی مجددانہ بصیرت پر شاہد عادل ہیں۔

وہ امام احمد رضا، جو "وعلمناہ من لدنا علما" کی تعبیر، "انما یخشی اللہ من عبادہ العلمٰوء" کی تفسیر اور "والرّاسخون فی العلم" کی مکمل تصویر تھے۔

وہ امام احمد رضا، جس نے اپنی علمی و فقہی بصیرت سے بے شمار پیچیدہ مسائل پر مستند فتوے ارشاد فرمائے۔

وہ امام احمد رضا، جس نے عرب و عجم تک علم و حکمت کی قندیلیں روشن کر دیں۔

وہ امام احمد رضا، جسے عرب و عجم کے علماء کرام نے خراج عقیدت پیش کیا۔

وہ امام احمد رضا، جو "العلماء ورثۃ الانبیاء" کے حقیقی مصداق تھے۔

الغرض اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار وہبی اور کسبی خصوصیات سے نوازا تھا۔

جلیل القدر مجدد

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ " بے شک اللہ تعالیٰ اس امّت کیلئے ہر سو سال کے سرے پر ایک آدمی بھیجے گا جو اس کیلئے اس کے دین کی تجدید کرے گا۔ (سنن ابو داؤد، مشکوٰۃ المصابیح)

مجدد کی سب سے بڑی علامت و نشانی یہ بیان کی گئی ہے کہ گزشتہ صدی کے آخر میں اس کی پیدائش اور شہرت ہو چکی ہو اور موجودہ صدی میں بھی وہ مرکز علوم و فنون سمجھا جاتا ہو، یعنی علماءِ کرام کے نزدیک اس کے احیاءِ سنت و ازالہ بدعت اور دیگر خدماتِ دینیہ کا خوب چرچا اور شہرت ہو۔

علماء کرام کی بیان کردہ علامات کے سو فیصد مصداق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ ثابت و مسلّم ہیں۔ جن کو حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عرب و عجم کے ممتاز علماءِ کرام اور مشائخِ عظام نے (چودھویں صدی کے) مجدد کے عظیم لقب سے پکارا ہے۔

علماء اسلام کے بیان کیے فرمودہ اصول کے مطابق اگر اہل حق چودھویں صدی کی فضائے اسلام پر نگاہ ڈالیں تو اُنہیں مجددیت کا ایک درخشاں آفتاب اپنی نورانی شعاعوں سے بدعت وضلالت اور کفر وشرک کی تاریک ودبیز تہوں کو چیرتا ہوا نظر آئے گا۔ جس کی بے مثال تابانی سے ایک عالم چمک ودمک رہا ہے اور وہ فخر روزگار مجدد دین وملّت اعلیٰ حضرت امام الشاہ احمد رضا خان بریلوی، حنفی، قادری ہیں۔

اس لئے کہ آپ کی ولادت باسعادت 10 شوال المکرم 1272ھ میں ہوئی اور آپ کا وصال 25 صفر المظفر 1340ھ میں ہوا۔ یوں آپ نے تیرھویں صدی میں ستائیس سال، دو مہینے اور بیس دن پائے۔ جس میں آپ کے علوم وفنون، درس وتدریس، تالیف وتصنیف، افتاء اور وعظ وتقریر کا شہرہ ہندوستان سے عرب وعجم تک پہنچا اور چودھویں صدی میں چالیس سال ایک مہینہ اور پچیس دن پائے۔ جس میں حمایت دین، نکایت مفسدین، احقاق حق وازہاق باطل، اعانت سنّت اور اماتت بدعت کے فرائض منصبی کو کچھ ایسی خوبی اور کمال کے ساتھ آپ نے سرانجام دیئے جو آپ کے جلیل القدر مجدد ہونے پر شاہد عدل ہیں۔

شاہ کار نعتیہ کلام

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ علوم دینیہ کے عالم وفاضل ہونے کے ساتھ ساتھ شعر وسخن کا بھی اعلیٰ ذوق وشوق رکھتے تھے اور آپ فن شاعری میں بھی بڑا کمال رکھتے تھے، لیکن آپ کا ذوقِ سلیم حمد وثناء اور نعت ومنقبت کے علاوہ کسی اور صنف سخن کی طرف متوجہ نہیں ہوا۔ آپ کے اس شعر وسخن کے کلام میں بھی وہی عالمانہ وقار ہے۔ وہی قرآن وحدیث کی ترجمانی ہے، وہی سوزوساز اور کیف وسرور کا سامان ہے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ سر تا پا جذبۂ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار رہتے تھے۔ آپ نے جس والہانہ عقیدت سے اور جذبہ عشق ومحبت میں ڈوب کر جو آقائے نامدار حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نعتیں لکھیں ہیں، اُن کا ایک ایک

لفظ دل کی اتھاہ گہرائیوں سے نکلا ہوا تھا جو سامع کے قلب و دماغ میں اتر کر سامع کے دل میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع کو روشن کر دیتا ہے۔

آپ کے مشہورِ زمانہ "سلام" کی گونج پورے عالم اسلام میں اور بالخصوص بر صغیر پاک وہند کے گوشہ گوشہ میں کہیں بھی اور کسی بھی وقت سنی جاسکتی ہے۔ وہ مشہورِ زمانہ سلام یہ ہے :

مصطفی جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

شمع بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام!

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ کے نعتیہ دیوان "حدائق بخشش" کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنے شاہ کار نعتیہ کلام میں حمد و ثناء اور نعت و منقبت کو چار مختلف زبانوں (عربی، فارسی، اردو اور ہندی) میں پیش کیا ہے اور آپ کے شاہ کار نعتیہ کلام میں وہ مشہورِ زمانہ نعت جس میں آپ نے کمالِ مہارت، برجستگی کلام اور قوتِ تحریر کا ایک عظیم شاہ کار کلام پیش فرمایا ہے اور ایک ہی نعت کے ہر شعر میں چار مختلف زبانوں (عربی، فارسی، ہندی اور اردو) کو بڑے خوب صورت اور دل نشین انداز میں یکجا کر کے موتیوں کی مالا کی طرح پرو دیا ہے، اس عظیم شاہکار نعت کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں:

لم یاتِ نظیرک فی نظر مثل تو نہ شد پیدا جانا

جگ راج کو تاج تورے سر سو ہے تجھ کو شہہ دوسرا جانا

البحر علیٰ والموج طغیٰ من بے کس و طوفاں ہوش رُبا

منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا موری نیّا پار لگا جانا

وصال مبارک

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ نے ایک طویل مدت تک تشنگان علم و معرفت کو اپنے کمالات ظاہری و باطنی سے مستفید کر کے اور عالم اسلام میں روحانیت، تقرب الٰہی، علم و حکمت اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عالمگیر ذوق پیدا کر کے 25/ صفر المظفر 1340 ہجری، بہ روز جمعۃ المبارک، دو بج کر اڑ تیس منٹ (2:38) پر آپ نے داعئ اجل کو لبیک کہا، اُدھر مؤذن نے حی علی الفلاح کی صدا بلند کی اِدھر آپ نے جان! جان آفرین کے سپرد کر دی۔

"سوانح امام احمد رضا" کی تحقیق اور روایت کے مطابق جس وقت آپ کا وصال ہوا، اسی وقت بیت المقدس کے ایک شامی بزرگ نے خواب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ اپنے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تشریف فرما ہیں اور آثار سے معلوم ہوتا تھا کہ آپ کسی کے انتظار میں ہیں۔ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، کیا کسی کا انتظار ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں، احمد رضا انتظار ہے"۔ انھوں نے پھر عرض کی، یا رسول اللہ! یہ احمد رضا کون ہیں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'ہندوستان میں بریلی کے باشندے ہیں"۔

چنانچہ بیدار ہونے کے بعد اس شامی بزرگ نے پتہ لگایا تو معلوم ہوا کہ امام احمد رضا خان بریلوی ہندوستان کے بڑے جلیل القدر عالم دین ہیں اور اب تک بہ قید حیات ہیں، چنانچہ وہ شوقِ ملاقات میں ہندوستان کی طرف چل پڑے، جب بریلی شریف پہنچے تو اُنہیں بتایا گیا کہ آپ جس عاشق رسول امام احمد رضا سے ملاقات کرنے تشریف لائے ہیں وہ تو 25 صفر المظفر کو اس عالمِ فانی سے عالمِ جاوِدانی کی طرف روانہ ہو گئے ہیں۔